از عدالت عظمیٰ

ریاست میسور

بنام

ایم۔ ایچ۔ بیلیری

[پی۔ بی۔ گجیند رگڈکر، سی۔ جے۔، کے۔ این۔ وانچو، جے۔ سی۔ شاہ،
این۔ راجگو پالا آیانگر اور ایس۔ ایم۔ سکری، جے۔ جے]

بامبے سول سروس رولز- ایک محکمے کے سرکاری ملازم کو دوسرے محکمے میں ڈیپوٹیشن پر بھیجا گیا- اصل محکمے میں واپس بھیجنے میرٹ کم سنیارٹی کی بنیاد پر ترقی کے حقدار- آرٹیکل 309 کے تحت قانونی اصول کی رسائی کارروائی کے سبب کو جنم دیتی ہے- ہندوستان کا آئین، آرٹیکل۔ 313 ,309- بمبئی سول سروس رولز، آر۔ 50(بی)۔

مدعا علیہ بمبئی حکومت کے ایک محکمے میں سرکاری ملازم تھا۔ انہیں دوسرے محکمے میں ڈیپوٹیشن پر بھیجا گیا اور وہاں طویل عرصے تک خدمات انجام دینے اور متعدد ترقیاں حاصل کرنے کے بعد انہیں واپس اپنے پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں بھیج دیا گیا اور انہیں کافی نچلے درجے میں تعینات کرنے کا حکم دیا گیا، جبکہ ایک اور سرکاری ملازم جو ان کے عہدے سے نیچے تھا اسے اسسٹنٹ سکریٹری کے طور پر ترقی دی گئی۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک درخواست دائر کی جس میں اس کی تعیناتی کے حکم کو چیلنج کیا گیا۔ اپیل گزار کی طرف سے ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا تھا کہ درخواست قابل قبول نہیں تھی۔ لیکن ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مدعا علیہ عدالت کے دائرہ اختیار کو استعمال

کرنے کا حقدار ہے جب کسی قانونی اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور میرٹ پر یہ قرار دیا گیا کہ مدعا علیہ دعوی کردہ ریلیف کا حقدار ہے۔ موجودہ اپیل آئین کے آرٹیکل 133 کے تحت ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر دائر کی گئی تھی۔

اس عدالت کے سامنے ریاست یو پی بنام بابو رام اپادھیا کے فیصلے کے پیش نظر۔ 679 S.C.R 2 [1961] یہ متنازعہ نہیں تھا کہ اگر آرٹیکل 309 کے تحت بنائے گئے قانونی اصول کی خلاف ورزی ہوئی تھی یا سروس کی شرط کے سلسلے میں آرٹیکل 313 کے تحت جاری رہا تو متاثرہ سرکاری ملازم عدالت کا سہارا لے سکتا تھا۔ اپیل کنندہ کی جانب سے بنیادی دلیل یہ تھی کہ مدعا علیہ سینئر اسسٹنٹ کے علاوہ کسی بھی اعلی عہدے پر مقرر ہونے یا اس سے زیادہ تنخواہ حاصل کرنے کا حقدار نہیں تھا جو اسے متنازعہ حکم کے ذریعے دی گئی تھی۔

منعقد: (i) یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جہاں مدعا علیہ کے پاس واجب الا داحق تھا اور اس کے واجب الا داحق کو معطل نہیں کیا گیا تھا، بمبئی سول سروس رولز کے رول 50 (بی) کی تشریح کرنا ممکن نہیں تھا جو ایسے معاملات کے لیے مختلف معیار فراہم کرتا ہے جہاں ایک سرکاری ملازم کے پاس واجب الا داحق تھا اور جہاں اس کے واجب الا داحق کو معطل کر دیا گیا ہے۔

قاعدہ اور سرکیولر میں یہ واضح طور پر واضح کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے محکمے میں ڈیپوٹیشن پر موجود افسر کو اس عہدے پر بحال کیا جائے گا جس پر وہ اپنے اصل محکمے میں فائز ہوتا اگر اسے تعینات نہ کیا جاتا۔

(ii) جہاں ترقی سنیارٹی کم میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہے، وہاں ڈیپوٹیشن پر موجود افسر کو اپنے پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں اعلی عہدے پر پروموشن کا دعوی کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ اس محکمے میں اس کی خدمت تسلی بخش ہو جس میں اسے بھیج دیا گیا ہو۔ سلیکشن پوسٹس کے حوالے سے ایسا نہیں ہو سکتا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: 1963 کی سول اپیل نمبر 677۔ میسور ہائی کورٹ کے 31 مارچ 1961 کے فیصلے اور حکم سے 1959 کی تحریری درخواست نمبر 283 میں اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے بی آر ایل آئینگر اور بی آر جی کے اچار۔

مدعا علیہ کی طرف سے ایس وی وینکٹا رنگا آئینگر، ایم راما جوئس اور اے جی رتنا پارکھی۔ 25 مارچ 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

آیانگر، جے۔۔ بمبئی سول سروسز رولز کے رول 50 (بی) کی تعمیر کے حق میں ایک بہت ہی مختصر سوال اس اپیل میں شامل ہے جو ہمارے سامنے آئین کے آرٹیکل 133 کے تحت میسور ہائی کورٹ کی طرف سے دی گئی فٹنس سٹرٹیفکیٹ کے ذریعے آتا ہے۔

اس اپیل کو جنم دینے والے حقائق جو ہمارے سامنے زور دیے گئے واحد نکتے کو سمجھنے کے لیے بیان کرنا ضروری ہیں وہ یہ تھے: مدعا علیہ کو 1931 میں حکومت بمبئی نے اپر ڈویژن کلرک کے طور پر بھرتی کیا تھا اور بعد میں اسے پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ میں جونیئر اسسٹنٹ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود، 17 ستمبر 1943 کو ان کی خدمات

کوڈیپوٹیشن پر کنٹرولر آف راشننگ ،بمبئی کے دفتر میں منتقل کر دیا گیا تا کہ وہ نئے شروع کیے گئے راشننگ محکمہ میں سینئر اسسٹنٹ کے طور پر کام کریں جو کہ ایک عارضی محکمہ تھا۔انہوں نے اس محکمے میں لگاتار ترقی حاصل کی اور مارچ 1954 تک انہیں 460 روپے تنخواہ ماہانہ مل رہی تھی۔ اندر گریڈ میں روپے۔ 350-30-650 بطور راشننگ آفیسر۔اس محکمے کو مارچ 1954 میں ختم کر دیا گیا اوراس کے بعد اسے اپنے اصل محکمے میں واپس کر دیا گیا۔اگر چہ اس کا بنیادی محکمہ سیاسی تھا،لیکن جواب دہندہ، جب اس نے راشننگ آفیسر کا عہدہ چھوڑ دیا،تو اسے پہلے محکمہ محنت اور پھر محکمہ تعمیرات عامہ میں تعینات کیا گیا۔جب یہ واپسی ہوئی تو اس کی تنخواہ 120 روپے ماہانہ مقرر کی گئی تھی۔درخواست گزار نے اس واپسی اور اپنے معاوضوں کے اس نقصان کے خلاف اس بنیاد پر احتجاج کیا کہ تنخواہ کا یہ تعین ایک سرکاری ملازم کی خدمت کی شرائط کے حوالے سے حکومت کی طرف سے بنائے گئے قواعد کے منافی تھا جسے دوسرے محکمے میں ڈیپوٹیشن پر مقرر کیا گیا تھا۔انہوں نے یہ بھی نشاندہی کی کہ ان کے پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں ان سے نیچے والے افسر کو عام اور باقاعدہ ترقی کی وجہ سے اسسٹنٹ سکریٹری کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔تاہم،اس سے پہلے. حکومت بمبئی کی طرف سے ان کی نمائندگی پر حتمی احکامات جاری کیے گئے، ریاستوں کی تنظیم نو ایکٹ، 1956 نافذ ہوا اور مدعا علیہ کو ریاست میسور کو الاٹ کر دیا گیا۔27 نومبر 1958 کو میسور کی حکومت نے ایک سرکاری میمورنڈم کے ذریعے مدعا علیہ کو مطلع کیا کہ اس حکومت کو حکومت بمبئی کی طرف سے ان کی نمائندگی کے جواب میں موصول ہونے والے کچھ مراسلے کے پیش نظر انہیں یکم جون 1954 کو سینئر اسسٹنٹ کے عہدے پر فائز سمجھا جانا چاہیے۔گریڈ میں 210-15-300۔تاہم، درخواست گزار کی شکایت یہ تھی کہ یہ حکم بھی ان کی ملازمت کی شرائط کی خلاف ورزی تھا اور انہوں نے دعوی کیا کہ جب انہیں پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں واپس لایا گیا تو وہ اسسٹنٹ سکریٹری کے طور پر تعینات ہونے کے حقدار تھے-ایک ایسا عہدہ جوان کے مطابق، وہ اس تاریخ کو

رکھتے اگر انہیں 17 ستمبر 1943 کو محکمہ سول سپلائیز میں تعینات نہیں کیا جاتا۔اس بات پر کوئی اختلاف نہیں تھا کہ اس دلیل کے تابع جس کا ہم فی الحال حوالہ دیں گے، مدعا علیہ اسسٹنٹ سکریٹری کے عہدے ماہانہ 225روپیہ پر فائز ہوتا کیونکہ اس کے نیچے والا شخص-ایک ناڈکرنی-حقیقت میں اس دن اس عہدے پر فائز تھا۔مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ سروس رولز کی بنیاد پر جس پر ہم فوری طور پر حوالہ دیں گے،اسے پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں واپسی پر اسسٹنٹ سکریٹری کے طور پر تعینات کیا جانا چاہیے اور اسے اس عہدے پر لاگو تنخواہوں کے پیمانے کی اجازت دی جانی چاہیے۔چونکہ میسور کی حکومت نے اس کے مطالبے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو مدعا علیہ نے آرٹیکل 226 کے تحت ایک درخواست دائر کی جس میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ درخواست گزار ریاست کو ہدایت کی گئی کہ وہ درخواست گزار کو اسسٹنٹ سکریٹری کی گریڈ تنخواہ میں شامل کرے اور اسے ناڈکرنی سے اوپر رکھے۔

اپیل کنندہ نے رٹ پٹیشن پر ابتدائی اعتراض اٹھایا،اعتراض یہ تھا کہ درخواست گزار کی شکایت جائز نہیں تھی۔یہ بنیادی طور پر اس حقیقت پر مبنی تھا کہ مدعا علیہ نے اپنی درخواست کی حمایت میں 31 اکتوبر 1950 کو حکومت بمبئی کے ایک سرکلر پر انحصار کیا کہ وہ اس فائدے کا حقدار ہے جس کا دعوی اس نے ڈیپوٹیشن پر اپنی ملازمت سے پیرنٹ ڈیپارٹمنٹ میں واپسی پر کیا تھا۔اس سرکلر کا مادی حصہ چل رہا تھا:

"حکومت کے نوٹس میں آیا ہے کہ جب سرکاری ملازمین کو دوسرے محکموں یا دفاتر میں تعینات کیا جاتا ہے تو وہ اکثر وقت کے پیمانے پر تنخواہ لیتے ہیں جو ان کے بنیادی محکموں میں وقت کے پیمانے کے برابر ہوتے ہیں۔اس لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا محکمہ میں اسی وقت کے پیمانے پر فراہم کی جانے والی خدمات،جس پر ان کی خدمات دی

گئی تھیں، کو بامبے سول سروس رول 41 کے نیچے نوٹ 4 کے تحت پیرنٹ ڈیپارٹمنٹ میں انکریمنٹ کے لیے شمار کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔حکومت کو یہ ہدایت دیتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ ایسے تمام معاملات کو بمبئی سول سروس رول 51 کے تحت ریگولیٹ کیا جانا چاہیے اور یہ کہ محکمہ خارجہ یا دفتر میں ملازمت کے صرف اسی حصے کو پیرنٹ ڈیپارٹمنٹ میں انکریمنٹس کے لیے شمار کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے جس کے دوران متعلقہ شخص نے اس عہدے پر لاگو وقت کے پیمانے پر تنخواہ حاصل کی ہوگی جو وہ ریورژن پر رکھتا ہے، لیکن کسی دوسرے محکمہ یا دفتر میں اس کے ڈیپوٹیشن کے لیے، یعنی کیس کو اس طرح ریگولیٹ کیا جانا چاہیے کہ متعلقہ شخص اپنے پیرنٹ ڈیپارٹمنٹ میں اس عہدے کو بحال کر سکے اگر اسے تعینات نہ کیا گیا ہوتا۔

یہ سوال کہ کیا یہ سرکیولر جسے ایک انتظامی ہدایت سمجھا جاتا تھا، کسی سرکاری ملازم کو عدالت میں قابل اطلاق حقوق فراہم کر سکتا ہے، اس کی رائے کے لیے فل بینچ کو بھیجا گیا۔تاہم، فل بینچ کے فاضل ججوں کے سامنے فاضل ایڈوکیٹ جنرل نے عدالت کے نوٹس میں لایا کہ یہ سرکیولر محض حکومت بمبئی کے بنائے ہوئے قانونی اصول کو نافذ کرتا ہے۔اس سلسلے میں متعلقہ قاعدہ بمبئی سول سروسز رولز کا قاعدہ 50 (بی) تھا جس میں کہا گیا تھا:

50 (ب) قاعدہ 22 کی شق (اے) میں مذکور کم تنخواہ والی پوسٹ کے علاوہ کسی اور پوسٹ میں سروس، چاہے وہ ٹھوس یا باضابطہ صلاحیت میں ہو، ڈیپوٹیشن پر سروس اور غیر معمولی رخصت کے علاوہ رخصت اس عہدے پر لاگو وقت کے پیمانے میں اضافے کے لیے شمار ہوتی ہے جس پر سرکاری ملازم کا حق ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس عہدے یا عہدوں پر لاگو وقت کے پیمانے میں، اگر کوئی ہو، جس پر وہ حق ہوتا، اگر اس کا حق معطل نہ کیا گیا ہوتا:

"بشرطیکہ حکومت، کسی بھی صورت میں جس میں وہ مطمئن ہو کہ رخصت بیماری کی وجہ سے یا سرکاری ملازم کے قابو سے باہر کسی اور وجہ سے لی گئی تھی، ہدایت دے سکتی ہے کہ اس شق کے تحت انکریمنٹ کے لیے غیر معمولی رخصت شمار کی جائے گی۔"

لہذا، اس کے بعد جو موقف سامنے آیا وہ یہ تھا کہ آیا کسی قانونی اصول کی خلاف ورزی کسی ناراض سرکاری ملازم کے خلاف کارروائی کا سبب بن سکتی ہے۔ فاضل ججوں نے اس سوال کا جواب ہاں میں دیا اور اس کے بعد ڈویژن بنچ جس نے درخواست کی سماعت کی اس نے رٹ کی اجازت دی اور مدعا علیہ کو وہ راحت دی جو اس نے مانگی تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہائی کورٹ میں ان کارروائیوں کے زیر التواء ہونے کی تاریخ تک بھی مدعا علیہ ریٹائرمنٹ کی وجہ سے سبکدوش ہو چکا تھا اور اس لیے واحد سوال یہ تھا کہ کیا وہ اس معاوضے کا حقدار ہوگا جس کا وہ حقدار ہوتا۔ اپیل کنندہ ریاست نے اس عدالت میں اپیل دائر کرنے کے قابل بنانے کے لیے ایک سرٹیفکیٹ کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست دی اور اس پر اپیل منظور ہونے کے بعد اب ہمارے سامنے ہے۔

اس عدالت کے ان فیصلوں کے پیش نظر جن میں سے ریاست یو۔ پی۔ بنام بابو رام اپادھیا کا حوالہ دینا کافی ہے۔ یہ متنازعہ نہیں تھا کہ اگر آرٹیکل 309 کے تحت بنائے گئے قانونی اصول کی خلاف ورزی ہوئی تھی یا جو سروس کی شرائط کے سلسلے میں آرٹیکل 313 کے تحت جاری رکھا گیا تھا تو متاثرہ سرکاری ملازم ازالہ کے لیے عدالت کا سہارا لے سکتا تھا۔

تاہم، اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے اس موقف کی حمایت میں دو تنازعات پر

زور دیا کہ مدعا علیہ سینئر اسسٹنٹ کے علاوہ کسی بھی اعلی عہدے پر مقرر ہونے یا 225 روپے سے زیادہ تنخواہ حاصل کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ 210-15-300 جو اسے نومبر 1958 کے متنازعہ حکم نامے کے ذریعے دیا گیا تھا۔ پہلا یہ تھا کہ قاعدہ 50 (بی) کی مناسب تعمیر پر، ایک افسر جو کسی دوسرے محکمے میں ڈیپوٹیشن پر خدمات انجام دینے کے بعد اپنے اصل محکمے میں واپس چلا جاتا ہے، وہ اصل تقرری پر لاگو ٹائم اسکیل میں قابل اجازت انکریمنٹس کے علاوہ اور کچھ نہیں کا حقدار ہوتا ہے جو اس نے منتقلی کے وقت کی تھی۔اس سلسلے میں ذیلی اصول میں "اس عہدے پر لاگو وقت کے پیمانے میں اضافہ جس پر سرکاری ملازم کا حق ہے" کے الفاظ پر زور دیا گیا تھا۔ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔سب سے پہلے، یہ واضح نہیں ہے کہ آیا مدعا علیہ کا معاملہ وہ تھا جہاں اس کے پاس حق تھا یا وہ جہاں حق معطل کیا گیا تھا، اور اس سلسلے میں عدالت کے سامنے کوئی مواد پیش نہیں کیا گیا تھا، اس طرح کے نقطہ ہائی کورٹ میں زور نہیں دیا گیا تھا۔لیکن یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جہاں مدعا علیہ کے پاس حق تھا اور اس کے حق کو معطل نہیں کیا گیا تھا، یہ دیکھنا مشکل ہے کہ دونوں معاملات میں مختلف معیار فراہم کرنے کے طور پر اصول کی تشریح کرنے میں کیا منطق ہو سکتی ہے۔ جہاں حق کو معطل کیا جاتا ہے اس قاعدے میں "اس عہدے یا عہدوں کے بارے میں بات کی جاتی ہے، اگر اس کا حق معطل نہ کیا جاتا تو اس کے پاس ہوتا۔" کثرت کے استعمال سے، یہ واضح ہے کہ قاعدے میں معطل حق کو ایک عہدے سے دوسرے عہدے پر منتقل کرنے پر غور کیا گیا تھا- دوسرے الفاظ میں، دوسرے محکمے میں ملازمت کی مدت کے دوران ایک عہدے سے دوسرے عہدے پر ترقی کے لیے۔اگر اس اصول کا کیا مطلب ہے اس میں کوئی ابہام تھا تو اسے سرکلر کے حوالے سے مکمل طور پر ختم کر دیا جاتا ہے جو کسی دوسرے محکمے میں ڈیپوٹیشن پر موجود افسر کو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسے اس عہدے پر بحال کر دیا جائے گا جس پر اسے تعینات نہ کیا جاتا تو وہ اپنے اصل محکمے میں قابض ہوتا۔ یہ تجویز نہیں

کی گئی تھی کہ اس سرکلر کے الفاظ میں کوئی ابہام تھا جو ہماری رائے میں قاعدہ 50 (بی) کی دفعات کو مناسب اثر دیتا ہے۔

فاضل وکیل کا دوسرا عرض یہ تھا کہ اگر چہ ایک سرکاری ملازم کو اس عہدے پر لاگو ٹائم اسکیل میں انکریمنٹس کا حق حاصل ہے جو اس کے پاس ڈیپوٹیشن پر منتقلی کی تاریخ پر تھا اور جس پر اس کا حق تھا، اسے اعلی عہدے پر ترقی دینے کا کوئی قانونی حق نہیں تھا اور یہ کہ ہائی کورٹ کی طرف سے اپنائی گئی تعمیر عملی طور پر ڈیپوٹیشن پر افسران کو ایک خودکار ترقی کا حق دے دیتی ہے یا اس کی ضمانت دیتی ہے جو انہیں ڈیپوٹیشن پر تعینات نہ کیا گیا ہوتا۔ ہمیں اس تنازعہ میں بھی کوئی طاقت نظر نہیں آتی۔ فاضل وکیل صرف اس حد تک درست ہیں جب تک کہ اس میں شامل ترقی کا تعلق سلیکشن پوسٹ سے ہو۔لیکن جہاں یہ سنیارٹی-کم-میرٹ پر مبنی ہے، وہ تحفظات متعلقہ نہیں ہیں۔ دوسرے محکمے میں ڈیپوٹیشن پر ایک افسر کی خدمت کو اصول کے ذریعہ پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں خدمت کے مساوی سمجھا جاتا ہے اور یہ دونوں محکموں میں خدمات کے درمیان یہ مساوات ہے جو قاعدہ 50 (بی) کی بنیاد بناتی ہے۔لہذا جب تک نئے محکمے میں ملازم کی خدمت تسلی بخش ہے اور وہ اس محکمے میں انکریمنٹس اور پروموشنز حاصل کر رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تسلی بخش خدمت اور اس عہدے پر اس کی کارکردگی کا طریقہ جسے وہ اصل میں پر کرتا ہے، اسے پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں بھی پیش کیا جانا چاہیے تاکہ اسے ترقی کا حق حاصل ہو، جو اکثر سنیارٹی کم میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یہاں جو اشارہ کیا گیا ہے وہ بالکل وہی ہے جسے سرکاری زبان میں "نیکسٹ ڈاون رول" کہا جاتا ہے جس کے تحت ڈیپوٹیشن پر موجود افسر کو پیپر پروموشن دیا جاتا ہے اور اسے پیرنٹ ڈپارٹمنٹ میں اعلی عہدے پر فائز دکھایا جاتا ہے اگر اس کے نیچے والے افسر کو ترقی دی جا رہی ہو۔ اگر نئے محکمے میں اس کے خلاف منفی تبصرے ہوتے ہیں یا وہاں اس پر سزا دی جاتی ہے تو مختلف تحفظات پیدا ہوں گے اور ان منفی

تبصرے وغیرہ کو یقینی طور پر پیرنٹ محکمے میں بھی مدنظر رکھا جائے گا، لیکن یہاں یہ موقف نہیں ہے۔ کیس کے حقائق کے پیش نظر اس پہلو پر کسی بھی تفصیل یا مزید بحث کرنا ضروری نہیں ہے۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document